Fikr-o-Nasar (Islamabad) 4:9 (1967)

انتخاب

لجنۂ احیاء المعارف النعمانیہ

جناب مولانا قاضی اطہر صاحب مبارک پوری ایڈیٹر البلاغ بمبئی

ہندوستان کے علمی وتحقیقی مفاخر میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد، دار المصنفین اعظم گڑھ، ندوۃ المصنفین دہلی اور مجلسِ علمی ڈابھیل عالمی مقام رکھتے ہیں، ان کے علاوہ بعض دوسرے خالص علمی وتحقیقی ادارے بھی ہیں، جن کی خدمت ان اداروں سے کم نہیں ہے، ان ہی میں لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد بھی ہے، مگر افسوس کہ ہندوستان کے اہلِ علم اس ادارہ سے بہت کم واقف ہیں اور اربابِ علم وتحقیق کے حلقہ کے علاوہ اس کا عام تعارف نہیں ہے، اس کی بڑی وجہ اس ادارہ کے مخلص اربابِ نظم ونسق کی بے نیازی اور عام اہلِ علم کی بے پروائی ہے۔

۱۳۴۸ھ میں حضرت مولانا ابوالوفا صاحب افغانی مدظلہ کی سرپرستی میں وتنی مخلصوں نے مل کر اپنے طور پر ائمۂ احناف کی امہاتِ کتب شائع کرنے کے لئے لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ کے نام سے اس ادارہ کو قائم کیا، اور متاخرین علماء سے احناف کی جنایت کا کفارہ ادا کیا تھا، انہوں نے امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور دوسرے قدیم ائمۂ احناف رحمہم اللہ کی تصنیفات کے مقابلہ میں علمائے متاخرین خصوصاً علمائے ماوراء النہر کی کتابوں کو زیادہ اہمیت دی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ائمۂ احناف کی امہاتِ کتب کا رواج ہی نہیں بلکہ ان کا وجود بھی ختم ہونے لگا تھا، چنانچہ بہت سی قدیم اہم کتابیں عالمِ اسلام سے نیست ونابود ہوگئیں، جو باقی رہ گئیں ان کے نادر ونایاب نسخے ایشیا اور یورپ کے کتب خانوں کی زینت بنے رہے۔ حالانکہ ان کے مقابلہ میں بہت کم درجہ کی کتابیں ہمارے علماء کی توجہ کا مرکز بنی رہیں، وہ داخلِ نصاب کی گئیں، ان کے شروح وحواشی لکھے گئے، اور ان کو وہ اہمیت دی گئی جس کی وہ کسی حال میں مستحق نہیں تھیں، اس صورت حال نے مولانا ابوالوفا صاحب افغانی اور ان کے چند رفقاء کو آمادہ کیا کہ وہ صرف اخلاص اور علمی ودینی خدمت کے لئے خدا کے بھروسے پر یہ کام شروع کریں، چنانچہ انہوں نے اتنی خاموشی اور بے نیازی سے یہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا کہ ہندوستان کے اہلِ علم اس کی پوری قدر نہ کرسکے، اور نہ ائمہ فقہ وحدیث

کی جو نادر و نایاب اور اہم کتابیں شائع ہوئیں، ان سے دلچسپی لے سکے، کیوں کہ عام مذاق کے مطابق احیاء المعارف النعمانیہ کے کارکنوں نے اخبارات و رسائل اور دوسرے ذرائع سے پروپیگنڈا نہیں کیا، بلکہ کام میں لگے رہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اس خالص علمی ادارہ سے ہم اس قدر بے خبر اور بے نیاز رہیں کہ اس کی مطبوعہ کتابوں تک سے نابلد ہوں، ہندوستان کے علماء اور خاص طور سے علمائے احناف کی یہ ناقدر دانی بڑی افسوس ناک ہے۔

البتہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنے بعض خطوط میں جو مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی کے نام ہیں، احیاء المعارف النعمانیہ کا تذکرہ نہایت فاضلانہ انداز میں قدردانی اور ہمت افزائی کے طور پر کیا ہے (یہ خط معارف کے کسی گذشتہ اشاعت میں چھپ چکا ہے) خود اس کے بانی و صدر مولانا ابوالوفا صاحب افغانی نے راقم کے نام متعدد خطوط میں تحریر فرمایا ہے کہ "سید صاحب ہمارے کام کی بڑی قدر کرتے تھے، اور جہاں کوئی نئی کتاب یہاں سے شائع ہوتی اور ان کی خدمت میں روانہ کی جاتی تو فوراً نہایت انشراح و انبساط کے ساتھ معارف میں اس کا ذکر فرماتے، اور ہماری ہمت افزائی فرماتے"۔

پچھلے دنوں راقم نے اس ادارہ کی دو ایک کتابوں کا تفصیلی تعارف معارف میں کرایا ہے، جی چاہتا ہے کہ سید صاحب کے معارف ہی میں اس ادارہ کی تمام مطبوعات کا سرسری تعارف کرایا جائے تاکہ اہلِ علم کو اس ادارہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہو سکے اور وہ ملک کے دوسرے علمی و تحقیقی اداروں کی طرح اس مخلص اور خاموش ادارہ کی طرف بھی اپنی توجہ منعطف کریں۔

۱۳۴۹ھ میں اس ادارہ نے پہلی کتاب "کتاب العالم والمتعلم" شائع کی۔ اس کے آخر میں عربی اور اردو میں مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کا تعارف بعنوان بشارت یوں درج ہے:۔

"عامۂ اہلِ اسلام کو عموماً اور علمائے احناف کو خصوصاً خوش خبری دی جاتی ہے کہ حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب اور اصحاب اصحاب کی تصانیف مہمہ جواب تک طبع نہیں ہوئیں، اور بالکل نایاب ہیں۔ ان کی طباعت و اشاعت کی غرض سے مجلس احیاء المعارف النعمانیہ قائم کی گئی ہے، جو چند باخبر علماء اور باخیر اصحاب کی ہمتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے للہ الحمد کہ سب سے پہلے جس کتاب کی اشاعت کی سعادت مجلس ھذا کے حصہ میں آئی وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف منیف کتاب العالم والمتعلم ہے، اس کے بعد انشاء اللہ کتاب النفقات للخصاف کی شرح للصدر الشہید شائع ہو گی، نیز کتاب ادب القاضی للخصاف کی شرح للصدر الشہید، جامع کبیر للامام محمدؒ اور مبسوط للامام محمدؒ بروایت ابی سلیمان جوزجانی کی طباعت بھی پیشِ نظر ہے، امید کہ اہلِ علم

اور ارباب کرم مجلس ھذا کی اعانت فرمائیں گے، کتاب العالم والمتعلم مقامات مندرجہ ذیل سے طلب کی جاسکتی ہے (الف) دفتر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ (شفاخانہ محمودیہ) جلال کوچہ حیدرآباد (ب) جناب مولوی ابوالوفا صاحب رکن مجلس احیاء المعارف النعمانیہ مدرسہ نظامیہ حیدرآباد (ج) محمد اکبر علی معتمد مجلس احیاء المعارف النعمانیہ بازار گھانسی حیدرآباد۔

یہ اشتہار محمد اکبر علی صاحب معتمد مجلس کی طرف سے ۱۳۴۹ھ میں شائع ہوا ہے اور مجلس کی فہرست میں ۱۳۴۸ھ درج ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۳۴۸ھ میں یہ مجلس مولانا ابوالوفا صاحب افغانی مدرس مدرسہ نظامیہ، اور محمد اکبر علی صاحب معتمد مجلس وغیرہ دس ارکان کی کوشش سے قائم کی گئی جس کا بنیادی مقصد ائمۂ احناف کی امہات کتب کی اشاعت تھا اور مندرجہ اشتہار کتابیں اس کے ابتدائی اشاعتی نظام میں رکھی گئی تھیں، ۱۳۴۸ھ سے ۱۳۸۵ھ تک (۳۷ سال کی مدت میں) اس مجلس نے مندرجہ ذیل کتابیں شائع کیں، ہم سلسلہ وار ہر کتاب کا سرسری تعارف مختصر الفاظ میں کراتے ہیں، تفصیلی تعارف مقصود نہیں۔

۱۔ کتاب العالم والمتعلم:۔ امام ابوحنیفہ کی تالیف ہے، کشف الظنون میں اس کا تعارف اس طرح درج ہے:۔ یہ کتاب متعلم کے سوال اور عالم کے جواب کے طریقہ پر لکھی گئی ہے، جو عقائد و نصائح پر مشتمل ہے، اس کتاب کو ابو مقاتل نے امام صاحب سے روایت کیا ہے، مجلس کے علم میں اس کا ایک قلمی نسخہ رام پور کے شاہی کتب خانہ میں تھا، جو اغلاط سے پُر تھا مگر اس وقت اس کے دوسرے نسخہ کا پتہ نہیں تھا، اس لئے اس کو اصل قرار دے کر حاشیہ میں جگہ جگہ عبارت کی تصحیح کی گئی، بعد میں اس کا ایک اور نسخہ ملا، مگر کتاب چھپ چکی تھی، اس لئے دوسری اشاعت میں اس سے استفادہ کا وعدہ کیا گیا، غالباً اس کے مصحح و محشی مولانا ابوالوفا صاحب افغانی تھے، یہ کتاب مطبع چشتی حیدرآباد میں ربیع الاول ۱۳۴۹ھ میں چھپی، کل صفحات ۳۱ تھے، تعداد طبع ایک ہزار تھی۔ کتابت، طباعت اور کاغذ معمولی تھا، جو مجلس کی بے سروسامانی اور مالی دشواری کا نتیجہ تھا۔

۲۔ شرح کتاب النفقات:۔ امام ابوبکر احمد بن عمرو بن مہیر الخصاف الشیبانی متوفی ۲۶۱ھ کی کتاب النفقات کی شرح ہے، اور امام ابومحمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بخاری متوفی ۵۳۶ھ المشہور بالصدر الشہید کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے دو قلمی نسخے کتب خانہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں تھے۔ وہاں سے ایک کی نقل دوسرے سے مقابلہ کے بعد منگائی گئی، مگر یہ نسخہ اغلاط سے پُر تھا۔ اس لئے مولانا ابوالوفا افغانی، مولوی سید عبداللہ بن احمد مدیحج علوی حضرمی اور مولوی رحیم الدین ارکان مجلس نے اس کی تصحیح کی، چوں کہ شرح النفقات کی اکثر عبارتیں محیط برہانی سے منقول ہیں۔ اس لئے تصحیح میں اس کتاب سے بڑی مدد ملی، یہ کتاب ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ

میں مطبع دکن لاء رپورٹ حیدر آباد میں چھپی، کل صفحات ۵۶ ہیں، اس میں کتابت، طباعت اور کاغذ معمولی ہے، اس پر حاشیہ مولانا افغانی نے لکھا ہے۔

۳۔ کتاب الآثار، للامام القاضی ابی یوسف :- یہ کتاب درحقیقت مسند الامام الاعظم ہے، جسے امام ابو یوسف نے امام صاحب سے روایت اور بعض مقامات پر اپنی مرویات و آراء کا اضافہ کیا ہے، اس کو مسند ابی یوسف بھی کہتے ہیں، اس کی روایت امام ابو یوسف کے صاحب زادے ابو محمد یوسف بن یعقوب نے کی ہے ——
ہندوستان، ترکی، شام اور مصر کے کتب خانوں میں تلاش بسیار کے باوجود اس کتاب کا کوئی نسخہ نہ مل سکا، صرف دار الکتب المصریہ میں ایک سقیم و ناقص نسخہ ملا۔ اس میں سقوط اور تقدیم و تاخیر بھی تھی، درمیان کے بعض اوراق غائب تھے، کتاب النکاح، کتاب الایمان، کتاب الحدود، اور کتاب الشہادۃ ناقص تھے، تقدیم و تاخیر کی وجہ سے کتاب الطہارت میں کتاب الصلوٰۃ کے آثار، کتاب النکاح میں کتاب الطلاق کے آثار اور مختلف ابواب و کتب میں اِدھر کے آثار اُدھر تھے، مولانا ابو الوفا صاحب نے بڑی دقتِ نظر اور محنتِ شاقہ سے حتی الامکان ان اسقام کی تصحیح کی، اس کی روایات و آثار کے دوسری کتب حدیث سے حوالے لکھے، رُواۃ کے ذکر، حل لغات اور فقہی تفریعات میں کوشش کی، کہنا چاہیئے کہ اس کتاب کی اشاعت ہی سے مجلس کا کام اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہوا، ۱۳۵۵ھ میں مصر کے مطبع الاستقامہ میں نہایت اہتمام سے چھپی، کاغذ نہایت عمدہ اور عربی ٹائپ بہترین ہے، قاہرہ میں مجلس کے وکیل رضوان محمد رضوان نے اپنی نگرانی میں چھپوایا۔

کتاب الآثار کے بارے میں ابتداء میں چھ صفحات کا مقدمہ ہے، فٹ نوٹ میں باریک ٹائپ میں حواشی ہیں اور آثار پر ترتیب وار نمبر درج ہے، اصل کتاب کے صفحات ۲۴۲ ہیں، اس کے بعد ۲۶ صفحات ہیں فہرس ابواب، فہرس موضوعات اور فہرس اسماء رواۃ ہیں، کل کتاب ۲۶۸ صفحات میں ہے۔

۴۔ الجامع الکبیر، للامام محمد بن حسن الشیبانی :- جامع کبیر امام محمد کی وہی معرکۃ الآراء کتاب ہے، جس کے بارے میں امام محمد بن شجاع ثلجی نے فرمایا ہے کہ اسلام میں فقہ کے موضوع پر امام محمد کی جامع کبیر جیسی دوسری کتاب نہیں لکھی گئی، امام محمد کی مثال جامع کبیر میں ایسی ہے کہ کسی آدمی نے ایک محل بنایا، جوں جوں وہ اونچا ہوتا گیا سیڑھیاں بڑھتی گئیں، یہاں تک کہ جب محل مکمل ہو گیا تو تمام سیڑھیاں گرا دیں اور لوگوں سے کہا کہ اب تم اس کے بام و در پر چڑھو، اس عظیم کتاب کی اشاعت کے لئے مجلس نے استنبول اور مصر کے کتب خانوں کو کھنگالا۔ استنبول میں ایک کامل نسخہ اور دار الکتب المصریہ میں ایک ناقص نسخہ مل سکا پھر ہندوستان میں اس کی تلاش کے لئے

ٹونک، دہلی، پشاور اور جبال افاغنہ کے کتب خانوں کی خاک چھانی، ٹونک کے کتب خانۂ صاحب زادہ عبدالرحیم میں ایک کامل و مکمل نسخہ ملا، مولانا افغانی نے کتب خانہ میں بیٹھ کر اسے نقل کیا، ترکی کے مخطوطہ کی نقل منگوائی، اور مصر سے ناقص نسخہ کا فوٹو حاصل کیا، شیخ محمد راغب الطباخ نے حلب سے شرح الجامع الکبیر للعتابی کی نقل روانہ کی، اس طرح جامع کبیر محنت شاقہ کے بعد قابل اشاعت ہوئی اور ۱۳۵۶ھ میں مطبعۃ الاستقامہ مصر سے نہایت عمدہ کاغذ پر بہترین ٹائپ میں چھپ کر شائع ہوئی، طباعت و تصحیح کے نگراں و ذمہ دار مجلس کے مصری وکیل شیخ رضوان محمد رضوان تھے، اس میں کل صفحات ۲۷۰ ہیں۔

۵۔ کتاب الرد علی سیر الاوزاعی :۔ یہ امام قاضی ابو یوسف کی تصنیف ہے، امام اوزاعی نے جب امام محمد کی کتاب السیر الصغیر دیکھی تو فرمایا کہ اہل عراق کو سیر و مغازی کے فن سے کیا تعلق؟ صحابہ تو حجاز و شام میں تھے، عراق نیا شہر ہے، امام اوزاعی نے بھی کتاب السیر لکھی تھی، ان کی اس تنقید کے بعد امام محمد نے اپنی کتاب السیر الکبیر لکھی جس میں امام اوزاعی کی کتاب السیر کے بعض بعض مقامات کا ضمناً رد لکھا، اور امام ابو یوسف نے یہ مستقل رد لکھا، چوں کہ امام محمد اور امام ابو یوسف نے سیر و مغازی کا فن براہِ راست امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا تھا، اس لئے انہوں نے امام اوزاعی کی تنقید کو امام صاحب پر طعن قرار دیا۔ اور دونوں حضرات نے اس کا جواب لکھا، اس کتاب کا صرف ایک نسخہ ہندوستان میں مل سکا، اسی کو تصحیح و تعلیق کے بعد شائع کیا گیا، یہ خدمت مولانا افغانی نے انجام دی۔ ۱۳۵۷ھ میں مصر میں مجلس کے وکیل رضوان محمد رضوان کی زیر نگرانی شاندار کاغذ، روشن ٹائپ میں چھپی ہے، اور فٹ نوٹ میں مولانا افغانی کے علمی و تحقیقی حواشی ہیں، کل صفحات ۱۲۵ ہیں، اس کے بعد سات صفحات میں فہرست مضامین ہے۔

۶۔ اختلاف ابی حنیفۃ و ابن ابی لیلیٰ، للقاضی الامام ابی یوسف :۔ ابتدا میں امام ابو یوسف، امام ابن ابی لیلیٰ سے تعلیم حاصل کرتے تھے، پھر امام ابو حنیفہ کے یہاں پہنچے اور بعد میں اپنے دونوں اساتذہ کے درمیان مختلف فیہ فقہی مسائل کو اس کتاب میں جمع کیا، چوں کہ امام ابو یوسف نے اس کتاب میں احادیث و آثار مرفوعہ موقوفہ اور مسندہ، منقطعہ بلاغات کو بکثرت جمع کیا ہے، اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے، اس کا صرف ایک قلمی نسخہ ہندوستان میں مل سکا، اسی کو تعلیق و تصحیح کے بعد شائع کیا گیا، ۱۳۵۸ھ میں مطبعۃ الوفا مصر میں نہایت اچھے انداز میں زیر اشراف رضوان محمد رضوان وکیل مجلس چھپی، ابتداء میں ۸ صفحات کا مقدمہ ہے، فہرست کے علاوہ کل صفحات ۲۲۶ ہیں۔

۷۔ مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن :- یہ امام ذہبی کی تصنیف ہے، جس میں انھوں نے امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے حالات ومناقب درج کئے ہیں، امام ابوحنیفہ کے مناقب والا حصہ مولانا مفتی محمد سعید شافعی حیدرآبادی کے کتب خانہ سے ملا، اور صاحبین کے حالات ومناقب کا حصہ مصر میں علامہ زاہد کوثری کے پاس تھا، مناقب الامام ابی حنیفہ والا حصہ اغلاط سے پُر تھا، اس لئے اسے بھی علامہ زاہد کوثری کے پاس بھیج دیا گیا، انہوں نے ہر سہ حصے کی تعلیق وتصحیح کرکے مجلس کو بھیج دیا، پھر مولانا افغانی نے اس پر حاشیہ لکھا، اس طرح دونوں محققوں کی تعلیق کے ساتھ یہ کتاب ۱۳۶۶ھ میں دار الکتب العربی مصر کے مطبع میں چھپی، امام ابوحنیفہ کا تذکرہ صفحہ ۲۳ تک، اس کے بعد امام یوسف کا حال ۲۷ سے ۴۸ تک اور امام محمد بن حسن کا تذکرہ ۵۰ سے ۶۰ تک ہے، کتاب کے کل صفحات ۶۲ ہیں، رضوان محمد رضوان وکیل مجلس مشرف ہیں، اس کا کاغذ معمولی ہے۔

۸۔ مختصر الطحاوی :- یہ مشہور حنفی امام ابوجعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ کا فقہ پر مختصر مگر نہایت جامع متن ہے، کشف الظنون میں ہے کہ مختصر الطحاوی فی فروع الحنفیہ کو امام طحاوی نے کبیر وصغیر دو کتابوں میں لکھا ہے، اور اس کو امام مزنی شافعی کی کتاب مختصر المزنی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، جامع ازہر مصر کے کتب خانہ میں اس کے دو قلمی نسخے تھے، تیسرا نسخہ آستانہ میں شیخ الاسلام علامہ فیض اللہ کے کتب خانہ میں تھا مصری نسخہ کو نقل کرکے اسی کو اصل قرار دیا گیا، اور ترکی والے نسخہ کا فوٹو منگا کر مقابلہ کیا گیا، تصحیح ومقابلہ اور تعلیق مولانا افغانی نے کی، یہ کتاب ۱۳۷۰ھ میں مطبعہ دار الکتب العربی مصر میں عمدہ طباعت کے ساتھ چھپی ہے، کل صفحات ۴۷۸ ہیں، اگر مختصر القدوری کی جگہ ہمارے مدارس میں اسے رواج دیا جائے تو بہت فائدہ ہو، اس میں بہت سے مسائل وفروع نادر ہیں اور طرزِ بیان اور ترتیب بھی بہت اچھی ہے۔

۱۰۔ اصول السرخسی (دو حصے) :- یہ امام ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۹۰ھ کی اصول فقہ پر اہم ترین کتاب ہے۔ ابتداء میں پتہ چلا کہ حلب کے مدرسہ عثمانیہ اور کتب خانہ احمدیہ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ علامہ محمد راغب الطباخ نے نقل اور مقابلہ کرکے ایک نسخہ روانہ فرمایا، پھر تیسرا نسخہ حیدرآباد میں مولانا محمد سعید صاحب کے کتب خانہ میں ملا، کتاب کی طباعت کے آخری ایام میں دوسرے متعدد نسخوں کا بھی پتہ چلا، اُصول السرخسی اصولِ فقہ پر نہایت جامع وضخیم کتاب ہے، مولانا افغانی کی مختصر تعلیق وتصحیح کے بعد مطبعۃ دار الکتب العربی مصر میں ۱۳۷۲ھ میں رضوان محمد رضوان کی زیرِ نگرانی دو حصوں میں چھپی، حصہ اوّل کے صفحات ۴۱۶ اور حصہ دوم کے ۳۸۷ ہیں۔ حسامی اور نور الانوار کی جگہ اس کتاب کا رواج بہت مفید ہوسکتا ہے۔

۱۰۔ النکت للسرخسی شرح لزیادات الزیادات للامام محمدؒ :۔

۱۱۔ وشرح الزیادات للعتابی :۔

امام محمد نے جامع کبیر کی تصنیف کے بعد چند ایسے فروع کو جن کا ذکر اس میں نہیں تھا، زیادات کے نام سے یکجا کیا، اس کے بعد اسی قسم کے کچھ مزید فروع کو زیادات الزیادات کے نام سے مدون کیا۔ النکت زیادات الزیادات کی شرح ہے، جسے امام سرخسی نے لکھا ہے، اور دوسری شرح زیادات کی ہے، جو امام زین الدین ابونصر احمد بن محمد بخاری عتابیؒ متوفی ۵۸۶ھ کی تصنیف ہے، شرح سرخسی کے قلمی نسخے ترکی کے کتب خانہ شیخ الاسلام فیض اللہ، کتب خانہ سلطان محمد فاتح اور کتب خانہ شیخ الاسلام ولی الدین میں تھے، ان کے فوٹو منگائے گئے، اور تینوں سے مقابلہ کے بعد نسخہ مکمل کیا گیا، شرح عتابی کا نسخہ ترکی کے کتب خانہ چورلیلی اور کتب خانہ شہید علی پاشا میں تھا، اس کا عکس منگایا گیا۔ اور دونوں شرحوں کو ایک ساتھ اس طرح چھاپا گیا کہ ایک صفحہ پر پہلے شرح سرخسی اور اس کے حواشی کو رکھا گیا، پھر شرح عتابی اور اس کے حواشی درج کیے گئے، اس مجموعہ کی طباعت ۱۳۷۸ھ میں حیدرآباد میں نہایت عمدہ عربی ٹائپ میں ہوئی، کیوں کہ مشکلات کی وجہ سے مصر میں مجلس کی کتابوں کی طباعت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ کل صفحات ۸۴۴ ہیں، اس کے بعد ۲۰ صفحات میں مختلف فہرستیں اور چار صفحات میں صحت نامہ ہے۔

۱۲۔ کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ :۔ یہ امام محمد کی بڑی معرکہ کی کتاب ہے، اس پر راقم کا تفصیلی تبصرہ معارف میں چھپ چکا ہے، امام محمد نے اس کتاب میں امام مالک اور دوسرے علمائے مدینہ منورہ کے اور امام ابوحنیفہ اور علمائے عراق کے فقہی اختلافات میں اہل مدینہ کے مقابلہ میں اہل عراق کا اقرب الی الاحادیث والآثار ہونا ثابت کیا ہے، اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی فقہ اہل الرائے نہیں بلکہ فقہ اہل الحدیث ہے۔ کتب خانہ مدینہ منورہ میں اس کا ایک نسخہ ملا جو ناقص وسقیم تھا، اس میں تقدیم و تاخیر بھی تھی، اور تحریفات و بیاضات بھی تھے، پھر ترکی کے کتب خانہ نور عثمانیہ میں ایک نسخہ کا پتہ چلا، مگر وہ مدینہ منورہ والے نسخہ کی نقل تھا، اور خود حیدرآباد میں مولانا انوار اللہ صاحب کے کتب خانہ میں ایک نسخہ تھا جو زیادہ صحیح تھا۔ اسی کو اصل قرار دے کر اصل نسخہ مرتب کیا گیا۔ اس کتاب کی تصحیح و تعلیق مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہاں پوری نے کی ہے، حاشیہ کیا ہے۔ بہترین مکمل شرح ہے، ۱۳۸۵ھ میں اس کا پہلا حصہ حیدرآباد میں عربی ٹائپ میں چھپا ہے۔ کل صفحات ۵۹۰ ہیں تین چار جلدوں میں یہ کتاب مکمل ہوگی۔

مجلس احیاء المعارف کی مطبوعات میں یہ آخری کتاب ہے، ۲۷ سال کی قلیل مدت میں اس مجلس نے

نے ائمہ احناف کی اجہاتِ کتب کے ۲۲ سو سے زائد صفحات دنیائے اسلام کے سامنے پیش کئے ہیں، صرف آخری کتاب میں حکومتِ ہند کی وزارت معارف نے کچھ امداد دی ہے، مولانا افغانی اس مجلس کے جزء و کل ہیں، سادات و مشائخ افاغنہ کے اس بزرگ کا عہدِ پیری مجلس کے لئے عہد شباب کی باتیں کرتا ہے، ضرورت ہے کہ اہل علم مجلس کے ان دینی و علمی اور فقہی نوادر کی قدر کریں۔ اور اس کی مطبوعات و منشورات سے فائدہ اٹھائیں، سرمایہ کی کمی اور ہماری ناقدری کی وجہ سے اس کے بہت بڑے بڑے کام رُکے ہوئے ہیں۔

آخر میں اپنوں کی ناقدری اور غیروں کی قدر دانی کے دو عبرت انگیز واقعات سنیئے، مولانا افغانی نے ان کو خود راقم سے بیان کیا ہے۔ سنہ ۱۳۷۰ھ میں مختصر الطحاوی چھپی، جس کی قیمت دس روپے تھی۔ مگر دو سال کے بعد پندرہ روپے ہو گئی، ایک مرتبہ مولانا بمبئی تشریف لائے۔ تو راقم نے معمول کے خلاف اس کی قیمت بڑھ جانے کی وجہ دریافت کی، مولانا نے فرمایا، بات یہ ہوئی کہ ہمارے مصری وکیل شیخ رضوان محمد رضوان نے مختصر الطحاوی کے کچھ نسخے نمونہ کے طور پر امریکہ کی یونیورسٹیوں اور کتب فروشوں کے یہاں بھیجے، چند دنوں کے بعد وہاں سے اس کی مانگ بہت زیادہ بڑھ گئی کیونکہ اب یورپ اور امریکہ کے تعلیم یافتہ اور مشرقیات سے دلچسپی رکھنے والے اہلِ علم کا عام رجحان یہ ہو گیا ہے کہ اسلام کو اس کے اصلی خد و خال میں سمجھنے کے لئے قدیم ائمہ اسلام کی کتابوں کو دیکھنا چاہتے ہیں جن کا ذہن و مزاج خالص اسلامی تھا اور جو اسلامی علوم و فنون کو سیدھے سادے انداز میں الفاظ و عبارات اور فرق و ملل کے خارجی اثر و رجحان کے بغیر کتابیں لکھتے تھے، اسلام کی سچی تصویر ان ہی کی کتابوں میں مل سکتی ہے۔ اس لئے اب وہاں قدیم سے قدیم تر اسلامی ماخذوں کی تلاش ہو رہی ہے، چنانچہ اسلامی فقہ اور تشریعی قوانین کی تحقیق کے سلسلے میں مختصر الطحاوی بھی ان کی خصوصی توجہ کا مرکز بن رہی ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ لجنۃ احیاء المعارف کی ایک کتاب مولانا نے بڑی عقیدت سے قدردانی کی امید پر حیدرآباد کے ایک بہت بڑے عالم کو پیش کی اور اپنے قلم سے اس پر تہدیہ کی عقیدت مندانہ عبارت لکھی، چند دنوں کے بعد بمبئی کے ایک تاجر کتب حیدرآباد پرانی کتابوں کی خریداری کے سلسلے میں گئے، اور ایک دکان سے پرانی کتابوں کا ایک ڈھیر خرید کر لائے۔ اتفاق سے وہ مولانا ہی کے یہاں ٹھہرے تھے،

مولانا نے جب ان کتابوں کی چھان بین کی تو ان میں وہ کتاب بھی تھی جس کے اوراق بھی ابھی کاٹے نہیں گئے۔ انہوں نے فوراً یہ کتاب لے جاکر مولانا کے سامنے پیش کر دی، اور مولانا سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

(معارف۔ جنوری سنہ ۱۹۶۷ء)